السر اور علاج

مصنف

حکیم الٰہی بخش عباسی ملتانی

تقریظیں

آئن سٹائن جب اپنی تحقیقات کے بام عروج پر پہنچا تو برملا یوں اظہار حقیقت کرنے لگا کہ انسانیت فطرت کی طرف لوٹ رہی ہے

۔

مذکورہ اظہار حقیقت کے مصداق بین الاقوامی ادارہ صحت (W.H.O) نے بھی یہ فرمان جاری کر دیا ہے کہ ایلوپیتھک طریق علاج مسائل صحت کے حل کے لیے ناکافی ہے۔ لہذا دنیا بھر کے تمام ممالک کو اپنے قدیم طریق ہائے علاج سے استفادہ کرنا چاہیے گویا جدت نے قدامت سے باقاعدہ رشتہ جوڑنے کا تہیہ کر لیا ہے۔

قبلہ حکیم الٰہی عباسی ہمارے قدیم حکما اور اسلاف کی نشانی ہیں انکے بالوں کی نقرئی رنگت نے انکے جذبہ تحقیق و جستجو میں کسی قسم کی لغزش و ارتعاش پیدا نہیں کی بلکہ آج وہ جوانوں کی طرح ہدف کے لیے منزل کامرانی کی طرف گامزن ہیں۔

امراض معدہ میں شمار ہونے والے مرض السر کے بارے:

میں انہوں نے قدیم طبی سائنسی تحقیقات و نظریات کی روشنی میں اپنی
شبانہ روز محنت کا زندہ ثبوت کتابی صورت میں طبی دنیا کے سامنے
پیش کر دیا ہے۔

اللہ تعالٰے ان کی کاوش کو شرف قبولیت عطا فرماویں۔

فقط خادم فن
حکیم قاضی خالد محمود فاضل طب پاکستان
ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ عارف والہ

حکیم انقلاب الحاج صابر ملتانی کے پرانے جانثاروں میں سے
ایک ہستی قبلہ حکیم الٰہی بخش عباسی صاحب بھی ہیں جو کہ آج کل
مرکزی تحریک تجدید طب پاکستان کے عہدہ صدارت پر متمکن ہیں
انہوں نے قانون مفرد اعضا کو متعارف کروانے اور اس کی علمی حیثیت
کو منوانے کے لیے اپنی تمام صلاحیتوں کو وقف کر دیا ہے قبلہ حکیم
صاحب عظیم امور کو نمٹانے کے ساتھ ساتھ اپنی قلمی کاوش کو بھی
جاری رکھے ہوئے ہیں طب پاکستان بمطابق قانون کی ترویج و ترقی کو

اپنی متاع حیات تصور کرتے ہیں جس کے حصول و تحفظ کے لیے سفیر
طب اور محافظ فن کے روپ میں جہد مسلسل کر رہے ہیں۔

حکیم صاحب مشہور عارضہ معدہ السر کے بارے میں اپنی
تحقیقات عوام الناس کے سامنے پیش کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں
عوام الناس کی زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرماوے آمین۔

فقط مجاہد فن
حکیم ملک خیر الدین ڈوگر۔ فاضل طب پاکستان۔

حکیم الٰہی بخش عباسی ایک صاحب طرز طبیب ماہر فن حکیم
نہ صرف علم و فن کے شیدائی ہیں بلکہ حکیم انقلاب العلاج صابر ملتانی
کے لشکر کے سپاہی بھی ہیں قبلہ حکیم موصوف ہمارے پرانے
ساتھیوں میں سے ایک مخلص دوست ہیں ان کے علمی تجربے کے
بارے میں کچھ کہنا سورج کو دیا دکھانے والی بات ہے حکیم صاحب
نے امراض معدہ کے مشہور اور پیچیدہ عارضہ السر کے بارے میں اپنی
تحقیق و کاوش کو صفحہ قرطاس پر منتقل کر کے اپنے عہد پیری کو عہد

ABDOMINAL CAVITY
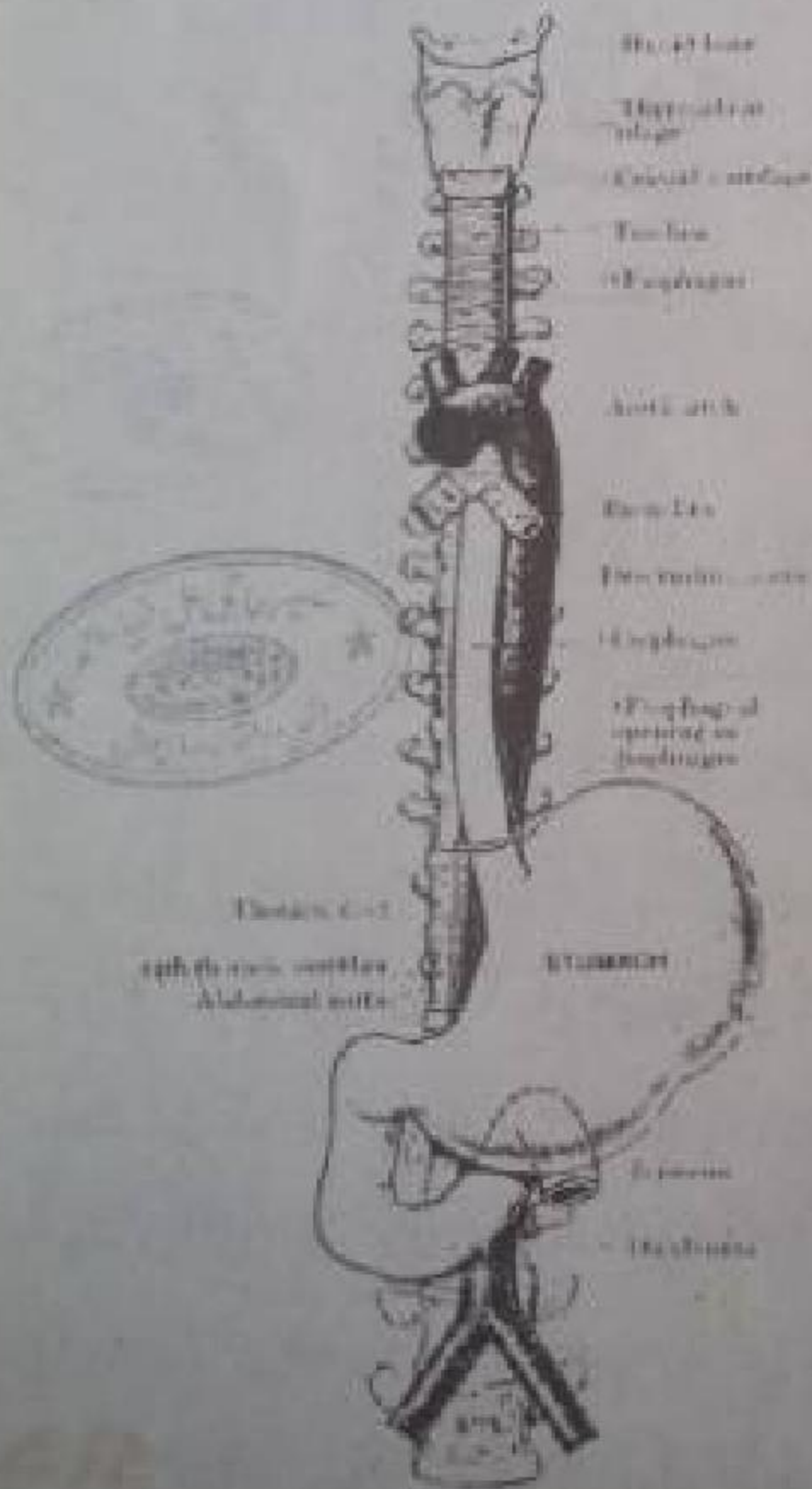
شباب میں تبدیل کر دیا ہے۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کے جذبہ خدمت انسانی کو جلا بخشے اور احیائے طب کے لیے ان کے احسن اقدامات کو قبول فرمائے آمین۔

فقط

حکیم محمد یٰسین چاولہ

فاضل طب و جراحت مستند طبیہ کالج لاہور۔

پیش نامہ

طب اسلامی کے ذخیرہ تحقیق کا ایک بڑا منبع اس صدی کے اوائل سے لے کر قیام پاکستان تک شائع ہونے والے طبی جرائد کی صورت میں موجود ہے۔ ان سے کما حقہ افادہ حاصل کیا جاتا تو آج طب اسلامی کی صورت ہی کچھ اور ہوتی۔ ایسی حیرت انگیز تحقیقات موجود ہیں جن کا مقابلہ طب جدید کی تحقیقات بھی نہیں کر سکتیں۔ ہمارے آج کے زیادہ تر اطباء اور طلباء کے پاس چند ایک معالجات مجربات کی ایسی کتابیں موجود ہیں جو کہ اکسیر اعظم، تشریح رباعیات یوسفی اور خزائن الادویہ کا چربہ ہیں جبکہ پاکستانی طبی جرائد تو ان کے مدیران کا بزنس مائنڈ ہے طب اسلامی کی ترقی و تحقیق پیش نظر۔

نہیں۔

اسی طرح نظریہ مفرد اعضاء کا ذخیرہ تحقیق بھی صرف اور صرف استاد صابر ملتانی مرحوم کی تحقیقات پر مشتمل چلا آ رہا ہے۔ انکے بعد اگر کچھ کام ہوا ہے تو نہ ہونے کے برابر ہے۔ جس کا تذکرہ اب ہو جائے تو بہتر ہو گا۔ صابر کے بعد جن اطباء کرام نے انکے نظریہ کو سمجھا اور کسی قدر اپنی ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے انکی احیاء و بقا کی کوششیں کیں۔ ان میں پیش رو کی حیثیت سے حکیم غلام نبی مرحوم ایم۔ اے ہیں، جنکی " جدید دستور علاج " کے چند مضامین " السر " اور " بلڈ پریشر " وغیرہ کے چند صفحات اور انکے اپنے میگزین کے چیدہ چیدہ مضامین سر فہرست ہیں تنقیدی نقطہ نظر سے انکا نظریہ کے حوالے سے بڑا قیمتی کام ہے کہ وہ اناٹومی- فزیالوجی - پیتھالوجی اور میڈیسن سے شناور تھے کیونکہ نظریہ کو سمجھنے کیلئے درج بالا Subject کو جانے بغیر اس پر مزید تحقیق ناممکن ہے صدیق شاہین کی " نبض " پر کتاب بھی لائق تحسین ہے ان میں نظریہ کو تحقیقی کاوشوں سے نوازنے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے۔

آمدم بر سر مطلب ۔ میرے پیش نظر اس وقت حکیم الٰہی
بخش عباسی کی کتاب ہے ۔ اس کے عمیق مطالعے سے پتہ چلا ہے
کہ موصوف نے پہلی بار روایت سے انحراف کیا ہے ۔ کہ اسر کو
صرف غدی مرض قرار دیا ہے جبکہ ان کے ہمعصروں نے تین
تحریکوں میں نشان دہی کی ہے ۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ
عباسی صاحب نے اختلاف کرتے ہوئے اسکی توضیح نہیں فرمائی ۔ آخر
انہوں نے کیسے ایک تحریک کا مرض قرار دیا ہے ۔ یقیناً انکے پیش
نظر شخصی اہمیت فن کی اہمیت سے بالاتر ہوگی ۔ وگرنہ انصاف کا
تقاضہ تھا کہ اپنے ہمعصروں کی تحقیقات سے پیدا ہونے والے
خوفناک و گمراہ کن ذہنی رویوں سے نجات دلاتے جو کسی مرض کو ایک
اور کبھی کو تین صورتوں میں تقسیم کرنے پر تلے ہوئے ہیں ۔ کیا حکیم
صاحب نے بھی ایسی موشگافیاں بیان کی ہیں ؟ اگر انہوں نے کسی
مرض کی تین حالتیں بیان کی ہیں تو سبب ایک قرار دیا ہے ۔ اور
مرض کی درجہ بدرجہ کیفیات بیان کی ہیں ۔ زیر بحث موضوع کی
وضاحت میں حد درجہ کمال دکھایا ہے جس کی مثال نہیں ملتی

جو یہی انہی کا حصہ تھا جس کی اب تک مثال نہیں مل
سکی مثال بھی کیا ملتی ان کے فن کو ابھی تک سمجھا بھی نہیں گیا
ابھی تک نظریہ کی بنیاد تحریک ، تسکین اور تحلیل کی قطعی وضاحت
نہیں کی جا سکی ۔ تحریک غدی ہے مگر نہ تو جگر میں کوئی مرض ہے
اور نہ اس کے متعلقات میں اسی طرح دوسری دونوں تحریکوں کے
عضو رئیس اور ان کے متعلقات متحرق صورتوں میں مبتلا مرض نہیں
ہوتے اسکی وجہ کیا ہے ؟ یہی کہ بنیادی علاجی اصطلاحوں کو ذرہ برابر بھی
نہیں سمجھا گیا ۔ جب اس کی وضاحت کی جائے گی ۔ تو نبض پر
انگلیاں رکھتے ہی متاثرہ مقام کی نشان دہی ہو جائے گی کہ ایک دنیا
حیران رہ جائے گی ۔ کوئی ہے ماں کا لال جو اس خوبی سے نظریہ کو
نواز دے ۔ بات آگے چلی گئی ہاں تو میں عرض کر رہا تھا ۔ اب یہ
لوگ یرقان کو کتنی صورتوں میں پیش کریں گے ۔ کہ یرقان ان
امراض ذیابیطس ، تپدق ، بواسیر ، ٹائی فائڈ اور ملیریا میں بھی پیدا
ہو جاتا ہے ۔ جبکہ انہوں نے ان امراض کی تحریکیں مختلف متعین
کی ہوئی ہیں ، پھر تو یرقان کی بھی کئی صورتیں بن جائیں گی (انہیں تو
یہ بھی معلوم نہیں ہوگا کہ ان امراض میں بھی یرقان ہو سکتا ہے)
دراصل انہوں نے درج بالا امراض کی تحریکیں ہی غلط متعین کی ہوئی

میں یہ بات وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ ہر ایک مرض کی
مخصوص صورتیں نہیں جو ایک، دو یا تین ہوں بلکہ جتنی ایک مرض
کی صورتیں ہوگی اسی قدر ہر مرض کی ہوگی۔ یہ جاننے کیلئے طب
اسلامی کی شاندار تحقیق "امراض باردہ" اور "امراض حارہ" کی
الگ الگ گروپ بندی اور اسکے متعلقات کو پڑھنا ہو گا۔ اس
موضوع پر استاد صابر نے اپنی آخری عمر کی ایک تقریر میں اس کی
وضاحت فرمائی تھی۔

میرا عباسی صاحب سے شدید اختلاف بھی ہے کہ انہوں
نے اپنے استاد کی السر کے بارے تحقیق کا حوالہ نہیں دیا اور نہ ہی
اپنے ہم عصروں کی السر کے بارے میں آراء پر باوجودیکہ اختلاف
کرتے ہوئے (جس کا انہوں نے اظہار نہیں کیا) تنقید نہیں کی۔
حکیم غلام نبی مرحوم ایم۔ اے نے السر کو عضلاتی غدی اور غدی
عضلاتی قرار دیا ہے۔ حکیم ایس ایم اقبال "اخبار جہاں" والوں
نے اعصابی، عضلاتی اور غدی تحریکوں میں تقسیم پیش کی ہے۔
مصنف کتاب نے غدی قرار دیا ہے۔ جبکہ یہ وضاحت نہیں فرمائی کہ
آیا غدی عضلاتی ہے یا غدی اعصابی۔ مگر مجوزہ علاج سے ظاہر ہوتا

ہے کہ اسکے نزدیک غدی عضلاتی ہے۔

اعصابی یا عضلاتی تحریک میں السر کیوں نہیں ہو سکتا۔ اس
بحث کو سمیٹنے کیلئے یہ کتابی اوراق متحمل نہیں ہو سکتے۔ بس اتنا
عرض ہے کہ استاد صابر کی "حقیقت سوزش و اورام" اور
"تحقیقات علم الادویہ" کا عمیق مطالعہ اور طبیب کے اپنے مشاہدات و
تجربات اس سلسلے میں مکمل راہنمائی کر سکتے ہیں۔ بہر حال یہ بات مسلم
ہے کہ السر صرف اور صرف غدی تحریک میں ہو سکتا ہے۔

صاحب کتاب نے السر کو غدی تحریک کا مرض قرار دیا ہے
مگر یہ وضاحت نہیں فرمائی کہ آیا غدی عضلاتی ہے یا غدی اعصابی۔
اس سلسلے میں عرض ہے کہ موصوف کا تجویز کردہ علاج زیادہ تر
اعصابی غدی نسائع پر مشتمل ہے جو کہ غدی عضلاتی تحریک کا علاج
ہے اور ایسا علاج آج تک کسی نے بھی تجویز نہیں کیا۔ موصوف
مبارک باد کے مستحق ہیں اور خادم فن اور محسن فن ہونے کے لائق
بھی۔

ایک میری تحقیق بھی ہے کہ السر کی دوسری صورت غدی
اعصابی بھی ہے۔ جس کا علاج موصوف کے مجوزہ طریق کار سے
ممکن نہیں ہو سکے گا بلکہ اعصابی عضلاتی اور کمزوری کی صورت میں

عضلاتی اعصابی ادویہ واغذیہ سے ممکن ہو سکے گا۔ اس کی بڑی
علامات جو کہ غدی عضلاتی سے ملتی جلتی علامات سے مختلف ہیں۔

بہت زور سے ڈکار آنا، خون کا ایک دم زیادہ مقدار میں خارج ہونا،
بلغمی کھانسی کا ہونا کہ جس سے نفث الدم اور قے الدم کی تشخیص میں
رکاوٹ کا پایا جانا، بدن کا سیاہی مائل ہونا جیسا کہ عظم الطحال میں ہو
جاتا ہے بلڈ پریشر کا کچھ عرصہ بعد لو ہو جانا اور پھر نارمل نہ ہو سکنا۔

میرے اعداد و شمار کے مطابق غدی عضلاتی السر زیادہ تر
مردوں میں ہوتا ہے جبکہ غدی اعصابی عورتوں میں۔۔ اگر کوئی صاحب
اس پر مزید تحقیق کرے گا تو یقیناً مندرجہ بالا حقائق سامنے آئیں گے۔

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا

بواسیر اور خارش کو سوداوی یعنی عضلاتی مرض قرار دینے
والے (جبکہ ایسا نہیں) نظریے کے لوگ جو کہ استاد صابر کی تحقیقات
سے نابلد ہیں۔ ان باتوں کا برا منائیں گے۔ مگر عباسی صاحب سے
معذرت کے ساتھ کہ میں فن عزیز کی اہمیت کو اولیت دیتا ہوں۔
کسی شخصیت کو نہیں۔

معلم طب
حکیم محمد لقمان

پیش نامہ برائے پیش نامہ

تنقید رحمت بھی ہے اور زحمت بھی ہے۔ اگر تنقید برائے اصلاح ہو تو یہ رحمت
کا درجہ رکھتی ہے۔ اور اگر تنقید برائے تذلیل ہو تو یہ اخلاقی بھی اور معاشرتی
بھی ظلم کہلاتی ہے۔ وہ نقاد جو مضمون کو ورق گردانی کی صورت میں ادھر ادھر
مقام سے پڑھ کر اس پر اپنی تنقید کا محل کھڑا کرتا ہے وہ کسی کی محنت سے انصاف
نہیں کرتا۔ بلکہ اس طریقے سے محنت پر پانی پھیرتا ہے۔ میری تصنیف "السر" کے
ساتھ بھی یہی ناانصافی ہوئی۔ جناب حکیم لقمان صاحب آف بہاولپور نے یہی کچھ
کیا ہے۔ موصوف اگر میری تصنیف کو شروع سے آخر تک پڑھتے تو جو
اعتراض جو انہوں نے کیا ہے اس کا جواب میری تصنیف ہی سے ملتی۔

صفحہ نمبر ۸ پر موصوف فرماتے ہیں۔ کہ طب اسلامی کے ذخیرہ تحقیق
کا ایک بڑا حصہ طبی جرائد کی صورت میں موجود ہے۔ اس سے اگر استفادہ حاصل
کیا جاتا تو آج طب اسلامی کی صورت ہی کچھ اور ہوتی۔ پھر موصوف مزید فرماتے
ہیں کہ پاکستانی طبی جرائد کا ان کے مدیران کا بزنس ہے۔ طب اسلامی کی ترقی اور

تحقیق ان دوران کے پیش نظر نہیں۔ جب ان جیسی جرائد کا یہ حال ہے تو ان سے
کیا استفادہ حاصل کیا جا سکتا ہے؟ خدا کا شکر ہے کہ ان کی قلم جولانیوں سے
ہمارے اکابرین محفوظ رہے۔ جناب استاد گرامی حکیم دوست محمد صابر ملتانی اور
ان کے ابتدائی شاگردان حکیم جناب حکیم غلام نبی اور جناب حکیم صدیق شاہین
ان کے قلم کے نشتر سے محفوظ رہے۔ اس کے بعد صفحہ نمبر ۱۰ پر موصوف فرماتے
ہیں کہ حکیم الہی بخش عباسی نے پہلی بار روایت سے انحراف کیا ہے۔ کہ السر کو
غدی مرض قرار دیا ہے۔ یہ کہنے کے بعد موصوف نے حکیم غلام نبی مرحوم کے
حوالے سے "السر" کو "عضلاتی غدی" اور "غدی عضلاتی" تحریکوں کا مرض
قرار دیا ہے۔ اس کے آگے فرماتے ہیں کہ مصنف کتاب نے "السر" کو غدی
عضلاتی تحریک کا مرض قرار دیا ہے۔ پھر موصوف خود ہی صفحہ نمبر ۱۳ پر فرماتے ہیں
کہ بہر حال یہ بات مسلم ہے کہ "السر" صرف اور صرف غدی تحریک سے
ہو سکتا ہے۔

ہم نے غدی مکمل وضاحت سے اعصابی زہر اور اس سے جسم انسانی
کے نقصانات عضلاتی زہر اور اس زہر کے اثرات سے جسم انسانی پر عوارضات
غدی زہر اور اس کی اکالی کیفیت سے سوزشیں اور اعضاء ان کے زخمی ہونے کی
نشاندہی کی ہے۔ آپ اسے اچھی طرح مکمل طور پر غور سے مطالعہ کریں۔
اور خود ہی غور کریں کہ اعصابی زہر جب جسم انسانی پر شدید کھاری اثرات مرتب
کرتا ہے۔ مثلاً معدہ پر اگر اعصابی سوزش ہو جائے تو مریض کو قے کی صورت
میں الٹیاں اور دست آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ان الٹیوں اور دستوں میں خون
کا ایک قطرہ بھی شامل نہیں ہوتا۔ اسی طرح اعصابی کھاری زہر جب آنتوں
پر اثرانداز ہوتا ہے تو پیٹ کی صورت میں الٹیوں اور دستوں کے ساتھ جسم
انسانی کا پانی بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور ان رطوبات صالح کے اخراج سے
مریض ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عضلاتی زہر کے امراض اکثر ریاحی ہوتے ہیں
۔ ان میں بھی کسی صورت میں خون کا اخراج نہیں ہوتا۔

اب آئے زیر مطلب کہ جب غدی سوزش جسم انسانی کے کسی اعضاء پر
وارد ہوتی ہے۔ تو غدی زہر وہ صرف سوزش پر ہی اکتفاء نہیں کرتی۔ بلکہ

صفراوی زہر اپنے محرق زائل اثرات سے خراشیں کرتی ہے۔ اگر یہ سوزش
حلق اور نرخرے پر اثر انداز ہو تو ان کو چھیل کر خون جاری کرتی ہے۔ اگر
معدہ پر اس کے اثرات ہوں تو یہ صفراوی زہر معدہ کے اندرونی جسم پر خراشیں
ڈال کر "السر" کرتی ہیں۔ اسی طرح یہ زہر پھیپھڑے پر اثر انداز ہو کر اس کو
زخمی کرتے ہوئے مریض کو ٹی۔ بی کرتی ہیں۔ اسی طرح اگر یہ صفراوی زہر
آنتوں پر اثر انداز ہو تو آنتوں پر خراشیں ڈال کر خونی پیچش کرتی ہیں۔ مقصد یہ
ہے کہ اعصابی زہر ہو یا عضلاتی زہر ہو یہ صرف اپنے اثرات سے مختلف اعضاء
پر سوزش تو کر دیتے ہیں مگر خراشیں نہیں کرتے۔ یہ صرف غدی زہر کا خاصہ
ہے کہ یہ جس عضو پر بھی اثر انداز ہو تو یہ نہ صرف سوزش پیدا کرتی ہے بلکہ اس
عضو پر خراشیں ڈال کر خون رسانے کا باعث بھی بنتی ہے۔ یہ سب دلائل ہیں جو
بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ غدی زہر جب معدہ پر اثر انداز ہو تو اسے
زخمی کرتی ہیں۔ اس کی تشخیصی علامات بھی صفراوی تشخیص میں نظر آنے والی
علامات ہوتی ہیں۔ موصوف نے میرے چند دوستوں پر بھی تنقیدی نشتر چلائے ہیں

۔ میں صراحت کے ساتھ ان حصوں کو پیش نامہ کی قوت سے چیلنج کے لئے تیار
کر دیا ہے۔ اگر تحریک تسکین تحلیل یا کیمیائی تحریک اور مشینی تحریک ان کی سمجھ
میں نہیں آ سکی۔ تو موصوف میری کتاب کے "تجزیہ صدر" کے حصہ میں بڑی
وضاحت سے میں نے اس الجھن کو سلجھایا ہے۔ آپ اسے توجہ اور غور سے پڑھ
کر استفادہ کریں۔ انشاء اللہ اس سلسلے میں بھی آپ کو ہم ناچیزوں سے کوئی
شکایت اور شکوہ نہیں رہے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰

قروحِ معدہ -

عام نام: زخمِ معدہ

ایلوپیتھی نام: السر

یہ بہت ہی قدیم بیماری ہے ۔ آج کے دور کی ٹیکنالوجی آلودگی
اور سائنسی آلات ۔ کے بے پناہ تجربے ۔ اور الیکٹرانک آلات ۔ کی
آسودگیوں کا ۔ بے پناہ استعمال کے ادوار سے پہلے یہ بیماری خاص خاص
اسباب سے کسی کسی انسان کو لاحق ہوتی تھی ۔

علاج کی صورت میں اکثر معالج ۔ یا سیانے لوگ غذاؤں کی تبدیلیاں
اور چھوٹے موٹے ٹوٹکوں سے ۔ اس بیماری کا تدارک کر لیا کرتے تھے
اور کیمیکل سے پاک طبیعتوں کی وجہ سے یہ بیماری جلد ٹھیک ہو جایا کرتی تھی

قدیم لوگوں کی غذائیں فطری ہوا کرتی تھیں ۔

نیچرل غذائیں ۔ نیچرل غذائیں ۔ مثلاً تیل ۔ گڑ ۔ مکئی ۔ باجرہ اور
پتھر کا پسا ہوا بغیر چھنا ہوا آٹا ۔ چنے کی بنی ہوئی مختلف غذائیں
چکنائٹ کے لئے حیوانی چکنے چربی ۔ مکھن ۔ دیسی گھی وغیرہ جانوروں

کے فضلہ کی نیچرل کھاد سے ۔ پیدا شدہ اجناس ۔ اور سبزیاں
اسی کھاد کے چارے سے بنے ہوئے جسموں کا صحت مند گوشت ان
غذاؤں کو بنانے کی حالت میں واجبی چکنے ۔ اور ایک مناسبت سے
مصالحہ جات کا استعمال ۔ یہ سب اسباب تھے ۔ جو ان سادہ لوگوں
کی طبیعت کو قدرتی کیمیاوی رطوبتوں سے اعتدال پر رکھتے تھے
ان صالح رطوبات کی وجہ سے ۔ ان کی قوت مدبرہ بدن ۔ اتنی قوی ہوتی
تھی ۔ کہ یہ لوگ اکثر ان امراض سے محفوظ رہتے تھے ۔

اور اگر خدانخواستہ آج کے دور کی ۔ مشہور امراض میں سے ۔
کوئی مرض ان کو لاحق ہوتا ۔ تو یہ مرض مریض کے لیے مرض الموت
بن جایا کرتا تھا ۔

مغربی قومیں ۔ خدا غارت کرے ان اقوام کو ۔ کہ جنکے دماغ
میں یہ خناس سمایا کہ اس زمین کے پورے گلوب پر حکمرانی کرنا
ہمارا حق ہے ۔

چھوٹی حکومتیں ۔ اس دور میں اس زمین پر حکمرانی کرنے والے
ممالک ۔ اپنے اپنے گڑتے میں مگن تھے اس لئے وہ لوگ صرف اپنی
رعایا کے مسائل میں ہی غرق رہتے تھے ۔ اپنی قریبی حکومتوں پر چھوٹے

ہوتے تنازعات کی صورت میں کبھی کبھار چھوٹی موٹی جھڑپ
کرلیا کرتے تھے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی یہ خیال کبھی نہ آیا تھا
کہ کسی وقت ہم پر دور دراز کے لوگ بھی حملہ آور ہو جائیں گے۔
سامراجی اقوام کے دماغ میں پوری زمین پر حکومت کرنے کا جو خناس
سما گیا تھا۔ اس گندی خواہش کو پورا کرنے کے لئے۔ ایک طرف تو
یہ ضرورت ان کو ہوئی کہ ان کی فوج میں یہ صلاحیت ہو کہ ان کے
اسلحہ کا مقابلہ کوئی قوم نہ کرسکے۔

ایٹمی اثرات کے آلات۔ اس کے لئے ان کو ایسے اسلحے کی ضرورت
تھی۔ جو نہ صرف قصبوں اور شہروں کو نیست و نابود کرسکے۔ بلکہ یہ اسلحہ
پورے ملک کو فنا کر دے۔

اور دوسری طرف اس گلوب کی لمبی چوڑی مسافتیں طے کرنے
کے لئے رسد و وسائل کے لئے۔ تیز سے تیز تر رفتار کے وسائل مہیا
کیے جائیں۔ جو آن کی آن میں ان ممالک کے سر پہ اس فوج کو پہنچا سکیں
اور ان ہر دو طاقتوں سے ہم پوری دنیا کو مفلوج کر کے فتح کرلیں۔

آج کی سائنس کی بنیادی ضرورت۔ اس مقصد کے لئے۔ انہوں
نے اپنے اپنے ممالک کے سائنس دان۔ جمع کئے۔ ان کے سامنے اپنی

ضرورت کے مسائل رکھے۔ ان سائنس دانوں کو ہر قسم کی سہولتیں
دیں۔ اور یہ بھی وعدے کیے۔ کہ اگر ہم پوری دنیا کو فتح کرلیں۔ تو ہم اس
لوٹ کے مال میں آپ کو بھی حصہ دیں گے۔ لہذا یہ سائنس دان ان کی
ارتقائی ضرورتوں کے مطابق ارتقائی طور پر بندوق سے لیکر ایٹم
بم۔ اور ہائیڈروجن بم تک۔ اسلحہ ساخت کر کے ان کو دیتے رہے
اور یہ ممالک ان آلات سے دنیا کی مظلوم قوموں کو ہوائی جہازوں سے
جٹ تک سفر کر کے فتح کرتے رہے۔

مغربی اقوام کی مشرقی تہذیب پر یلغار۔ مغربی اقوام نے
ہر قوم کی ثقافت کو اور ان کے کلچر کو۔ نیز ان کی تہذیب و تمدن کو
اور ان کے مذاہب کو نہ صرف مداخلت کر کے نیست و نابود کیا۔
بلکہ ان کے وسائل پہ قبضہ کر کے ان کو صرف زندگی قائم رکھنے کی حد تک
ان کے وسائل سے استفادہ کرنے کا حق دیا کہ یہ صرف زندگی بسر کرسکیں
باقی ان کی پیداوار کو لوٹ کا مال سمجھ کر اپنے اپنے ملکوں میں منتقل
کرتے رہے۔

اس طرح یہ سامراجی طاقتیں اقتصادی طور پر انتہائی مضبوط ہوتی
گئیں۔ ایک مدت تک یہ مظلوم قومیں اپنے بیرونی حاکموں کا ظلم و جبر

ہستی رہیں۔

آزادی کی تحریکیں۔ اس کے بعد ان سے نجات حاصل کرنے کے لیے ان قوموں میں آزادی کی تڑپ پیدا ہوئی۔ یہ آزادی کی تحریکیں جب انتہائی زور پکڑ گئیں۔ اور ان حاکموں کی گرفت کمزور ہونے لگی احکام اور فرامین سے بغاوت ان کی من مانی سے روگردانی ہونے لگی۔

دنیا پر حکومت کرنے کے فلسفے۔ تو انہوں نے اپنے پینترے بدلے۔ دنیا کے ایک حصے میں تو اشتراکیت کے نام پر یا اشتراکی فلسفے سے یا شرکت عوام سے انہوں نے ان محکوم لوگوں کو محکوم رکھا۔ اور دوسری طرف ان سامراجی طاقتوں نے جمہوریت حکومتِ عوام بجمہوریت کے نام سے۔ ان قوموں کو محکوم رکھا۔ اس طرح دنیا میں دو بلاک تھے جو پوری دنیا پر حکومت کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ ان قوموں کے چھوٹے چھوٹے مسائل اور تنازعات کو حل کرنے کے لئے۔ اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ کرنے کے لئے۔ انہوں نے چند ایک ادارے بھی بنائے جو آج تک ان کی مرضی سے مسائل حل کر رہے ہیں۔

یہ کتاب نہ تو کسی ملک کی سیاسیات پر بات کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔ اور نہ ہی سامراجیت کے ہتھکنڈوں پر۔

یہ ساری تحریر تمہیدی طور پر لکھی ہے۔ کہ ان قوموں نے اپنے محکوم لوگوں میں کس انداز سے ان کی تہذیبی قدروں میں تبدیلیاں کیں اور ان تبدیلیوں سے دنیا کو مجبور کر دیا۔ کہ وہ ان آلات سے زندگی بسر کرنے پر مجبور رہیں۔ اور تجارت کے نام پر مال لٹانے کے لئے ان کی غیر ضروری ایجادات کے لیے وقوف خریدار بنتے رہیں۔

انسانی قویٰ کو مفلوج کرنے کے انداز۔ انسان کی آسودگی کیلئے انہوں نے ائیر کولر سے ڈش انٹینا تک۔ اور علاج کے لئے مسکن ادویہ سے لیکر برقی پاشی کے آلات تک۔ مختلف مصنوعات کے فروخت کی منڈیاں بناتے گئے۔

ہمارا موضوع۔ صرف حضرت انسان کے امراض اور اس کی اصلاح تک ہے۔

اس کائنات کے خالق نے اس کائنات کو چلانے کے لئے۔ جچے تلے اصول قائم کئے۔ کہ یہ کائنات ان اصولوں کی بنیاد پر قائم بھی رہے اور اس کے موالید ان اصولوں سے پھلتے اور پھولتے رہیں۔

اگر ان میں زندگی عطا کی۔ تو اس کے مقابلے میں موت بھی عطا کی۔

ہر چیز کی موت اس نئی نسل کی زندگی بن جایا کرتی ہے۔ اگر یہ اصول
اور فرمانہ ہوتا تو پھر یہ کائنات درہم برہم ہو جاتے۔ [illegible]
نے اپنی برتری جتانے کے لئے۔ جب اس کائنات کے اصولوں میں مداخلت
کی تو اس کے نتیجے میں آج یہ دنیا مسائلستان بن چکی ہے۔

دنیا میں اور قدرت کا نظام۔ قدرت نے اس سرزمین پر رہنے والوں کے لئے ان کو اس زمین سے خوراک حاصل کرنے کا ایک بہت بڑا حصہ عنایت کیا۔

آبادی اور خوراک کے تناسب کے لئے یہ انتظام کیا۔ کہ زمین کا کچھ خطہ تو کاشتکاری کے لئے مخصوص کر دیا۔ اور کچھ حصہ پانی کے لئے اسی طرح کچھ حصہ جنگلات کے لئے۔ اور کچھ حصہ ریگستانوں کے لئے اس تناسب کو قائم رکھنے کے لئے۔ قدرت نے انسانی آبادی پر یہ کنٹرول رکھا جب بھی انسانی آبادی اپنے تناسب سے بڑھ کر اس متناسب نظام میں خلل انداز ہو۔ تو وبائی صورت میں کچھ ہلاکت وبائیں پیدا کر کے انسانی جانوں کی تعداد سے۔ اس کا تناسب قائم رکھا۔ مثلاً طاعون چیچک، ہیضہ، وغیرہ۔ یہ وبائیں نہ صرف آبادی پر اثر انداز ہو کر ان کو ایک متناسب پر قائم رکھتی تھیں۔ دوسری طرف جانور بھی ان کے اثرات سے متاثر ہو کر اپنا تناسب قائم کر لیتے تھے۔

اس طرح سے قدرت خوراک کی نسبت اور اس کی کاشتکاری کا زمینی حصہ بھی۔ محفوظ کر لیتی۔ پانی جنگلات وغیرہ کا حصہ بھی۔ اس وافر آبادی کی تباہی سے بچ جاتا۔

یہ اصول تھے جو ایک مدت سے قائم دائم تھے۔ اس کے علاوہ بھی جب اس کائنات میں بڑے بڑے پر خور جانور پائے جاتے تھے۔ تو

قدرت نے ان جانداروں کو زلزلوں اور آتش فشاں لاووں سے زمین دوز کر دیا۔

نسل کشی کی ضرورت۔ قدرت بے رحم نہیں اس کے ہر کام میں کوئی اچھی مصلحت ہوتی ہے۔ ان اقوام کے انسانوں نے جب اپنی برتری کے لئے قدرت کے اصولوں میں مداخلت کی مثلاً یہ کہ انسان کی غیر فطری بقا کے لئے۔ ان لوگوں نے ان وبائی امراض پر کنٹرول حاصل کیا۔ تو اس کا نتیجہ آج یہ نکلا ہے کہ آج ان کو محکمہ بہبود آبادی کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ قدرت تو ایسے انسانوں کو وبائی امراض سے ہلاک کرتی تھی جو اس دنیا میں رہ کر کچھ نہ کچھ استفادہ کر چکے ہوتے۔ لیکن انسان اس آبادی کو ختم کرنے کے لئے اس حد تک پہنچ گیا ہے۔ کہ وہ نسل انسانی کو ماں کے رحم میں ہی قتل کر دیتا ہے۔

یہ نظریات یا تجربے قانون نہیں بن سکتے۔

قانون کی تعریف یہ ہے۔ کہ یہ اٹل ہو۔ ناقابل تردید ہو قدرت کے اصول قانون ہیں۔ اور انسانوں کی سوچ نظریات یا تجربات ہیں۔ نظریہ اور تجربہ کبھی تو کامیابیاں عطا کرتا ہے۔ اور اکثر نظریات کی بنیاد پر تجربہ تباہی کا باعث بن جاتا ہے۔

اس لئے آج یہ کیا جا رہا ہے۔ کہ اسلحہ کی آلودگی، صنعتی آلودگی، یا فضائی آلودگی اتنی خطرناک نہیں۔ جتنی کہ یہ انسانی آلودگی ہے۔ آج دنیا کی ہر قوم اس آلودگی سے بچنے کے لئے۔ انسان کی ہلاکت کے نئے سے نئے انداز اختیار کرتی جا رہی ہے۔

اسی طرح علاج معالجے میں دیگر طریقہ علاج سے برتری حاصل کرنے کے لئے۔

پین کلر ادویات۔ ان سائنس دانوں نے درد سے نجات
حاصل کرنے کی ادویات بنائیں۔ جو شفا تو رہ گئی ایک طرف مدد اس کے
کے احساس کو ہی ختم کر دیتی ہیں۔ جو اپنے ہونے کا احساس درد کی گھنٹی بجا
کر دلاتا رہتا ہے۔ خطرے کی گھنٹی کو جب بھی آپ بند کر دیں گے تو اس
سے خطرہ ٹل نہیں جائے گا بلکہ یہ خطرہ شدید تر ہو کر بے خبری میں مریض
ہلاک کر دے گا۔ اسی طرح انٹی بائیوٹک گروپ کی ادویہ جسم میں مادے
کو روک کر کینسر۔ ٹی۔ بی۔ شوگر اور السر جیسی بیماریاں پیدا کرنے کا سبب
بن رہی ہیں۔

قانون فطرت کیطرح انسانی جسم کا یہ بھی ایک فطری اصول ہے۔
کہ انسان غذا کے طور پر اور غیر فطری عوامل سے خون میں زہر پیدا
کر لیتا ہے۔ تو قوت مدبرہ بدن اس زہر کو خون سے علیحدہ کر کے
جلد پر پھوڑے کی صورت میں۔ نمودار کر دیتی ہے۔
لہذا یہ زہر جلد کی سطح میں سوزش کر کے جلد کو پھاڑ پیپ کی صورت
میں خارج ہو جاتا ہے۔

فطری علاج۔ یہ ہے فطری اصول جس کے ہمارے بزرگ لیتے۔ ابتداء
میں اطباء سابقین قوت مدبرہ بدن کی امداد کرتے ہوئے۔ زہر کو جلد
سے جلد خارج کرنے کے لئے۔ ان پھوڑوں پر پیس کی صورت میں۔
مختلف چیزیں لگا کر جلد کو نرم کر دیتے تھے۔ کہ قوت مدبرہ بدن کی
کوشش بار آور ہو۔ انسانی سرجری نے یہ کیا۔ کہ قوت مدبرہ بدن
اپنے فطری عمل سے۔ جس زہر کو خارج کرنے کی تگ و دو کر رہی ہوتی
ہے۔ ایلوپیتھی حضرات اینٹی بائیوٹک ادویات سے۔ اس فطری عمل کو
روک دیتے ہیں۔ نتیجتاً یہ زہر ہی مہلک بیماریوں کی صورت میں۔

آج اس دنیا کو گرفت میں لے رہی ہیں۔ ان علامات کو کہاں تک
لکھا یا گردانا جائے۔ یہ بے پناہ مسائل ہیں۔ جو بجائے فائدہ کے نقصان
کا باعث بن رہے ہیں۔

آلات ہضم۔ غذا سے خون بنتا ہے۔ اور خون سے جسم۔ یہ سلسلہ
ہے۔ جو پیدائش سے موت تک جاری رہتا ہے۔
انسان جب غذا کھاتا ہے۔ تو سب سے پہلے چبانے کی حالت
میں منہ کے لعابی غدود اور نالیاں اس غذا کو اعصابی غددی رطوبات
سے تحلیل کرتی ہیں یہ عمل غذا کھانے کے بعد معدہ میں بھی جاری رہتا
ہے۔ یہ کھاری اور قدرے نمکین رطوبت۔ معدہ میں غذا کو
تحلیل کرتی رہتی ہے۔ اس کے بعد معدہ میں عضلاتی اعصابی یعنی دوسرا
رطوبات اس تحلیل شدہ غذا میں۔ یعنی ہلکی ترشی سے خمیر اسا خمیری
عمل جاری کر دیتی ہیں۔ یہ خمیری عمل غذا کو مزید تحلیل کرتے ہوئے
آنتوں میں اتارتا رہتا ہے۔ غذا آنتوں میں اتر کر مراحل عار غددی
عضلاتی اور غددی اعصابی رطوبتوں سے۔ مزید تحلیل ہو کر غذائی
جوہر کو آنتوں میں جذب ہونے کی صلاحیت دیتے رہتے ہیں۔ غذا
کا جوہر (کیموس) آنتوں سے جذب ہو کر جب ماساریقا کی نالیوں
سے گزر کر جگر میں پہنچتا ہے۔ تو جگر اپنی رطوبات سے اس کیموس
کو پھاڑ کر۔ اس کے اجزاؤں کو علیحدہ علیحدہ کر دیتا ہے۔ غذا کی
فاضل رطوبت تو براہ گردہ مثانہ میں پہنچ کر پیشاب کی صورت میں
خارج ہو جاتی ہے۔ اور غذا کے دیگر اجزاء خون میں شامل ہو کر اخلاط
صالحہ کی صورت میں خون سے گردش کرتے ہوئے۔ جب اعصابی

رطوبتیں دماغ میں پہنچتی ہیں۔ تو دماغ کی روح نفسانی یا برقی رواں رطوبتوں کو خلیوں میں بدل کر زندگی عطا کرتی ہے۔ یہ خلیے دماغ کی غذا بھی بنتے ہیں۔ اور دماغ کی فاضل رطوبت۔ جو سانس کی مدد سے بلغم بن کر جسم میں اپنا کام کرتی رہتی ہے۔ اسی طرح عضلاتی رطوبتیں جب دل میں پہنچتی ہیں۔ تو روح حیوانی کی برقی رواں ان کو خلیے بنا کر زندگی عطا کرتی ہے اور یہ خلیے جسم کے عضلاتی نظام کی پرورش کرتے ہیں۔ اور اس کی فاضل رطوبتیں سودا کی صورت میں جسم میں سودا کے عوامل جاری ساری رکھتے ہیں۔

اسی طرح غدی رطوبتیں خون میں شامل ہو کر جب جگر میں پہنچتی ہیں۔ تو جگر کی روح طبعی کی برقی رواں رطوبتوں کو خلیوں کی صورت میں زندگی عطا کرتے ہوئے پرورش بنا کر غدد کے نظام کی پرورش کرتے ہیں۔ یہ عوامل ہیں جو جسم کی تحلیل شدہ عمل کو بدل ما یتحلل فراہم کرتے رہتے ہیں۔

آلات انہضام کا یہ اعتدالی عمل ہے۔ کہ جس سے جسم میں کسی قسم کی کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔

انسان کی خوراک۔ انسان دیگر جانوروں کی طرح صرف ایک قسم کی خوراک سے زندگی بسر نہیں کرتا۔ یہ عاقل ہے اور ناطق ہے۔ اس لئے اس کی غذائیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ اور حسب مناسب ہوتی ہیں یہ بلغم بنانے کے لئے خام مال کی صورت میں گندم بھی کھاتا ہے۔ چاول بھی کھاتا ہے اور اسی طرح کی دیگر نشاستہ دار غذائیں کھاتا ہے۔ جو ہضم کی صورت

میں بلغم بن جاتی ہیں اسی طرح یہ گوشت بھی کھاتا ہے مرچ مصالحہ بھی کھاتا ہے ترشی۔ اور چڑچڑی چیزیں بھی یہ غذائیں سودا کا خام مال ہیں۔ ان سے سوداوی رطوبتیں پیدا ہوتی ہیں بالکل اسی طرح یہ جاندار نمک بھی کھاتا ہے۔ نباتاتی یا حیوانی چکنے۔ جو صفرے کے اثرات رکھتے ہیں یہ غذائیں صفراء کا خام مال ہیں ان سے صفرا پیدا ہو کر جسم میں اپنا کام کرتا ہے۔

تین انسانی زہریں

اعصابی زہر۔ خوراک کی صورت میں انسان اکثر بے صبرا ہوتا ہے۔ زبان حلق کے چٹخارے کے لئے۔ اکثر لوگ مسلسل نشاستہ دار غذائیں اور میٹھی میٹھی غذائیں کھاتے رہتے ہیں۔ ان غذاؤں کے اثرات سے اعصابی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ جس سے جسم میں بلغم کا اضافہ ہوتا ہے۔ یہ تحریک اگر تحلیل میں نہ بدلے۔ تو بلغم جسم میں اپنی تراوش سے بلغمی امراض پیدا کرتا رہتا ہے۔ یہ بلغم جب اپنے اثرات کھاری میں شدید ہو جاتا ہے۔ تو خراشیں پیدا کر کے نیولہ اکال مادہ کی کیفیت میں آجاتا ہے۔ یہ اکالی مادہ جسم کے مختلف حصوں میں سوزش پیدا کر کے ان حصوں میں مختلف امراض کا موجب بنتا ہے۔ اس اعصابی زہر کو قانون مفرد اعضاء کی اصلاح میں آتشکی زہر کہتے ہیں۔

یہ جب معدہ میں ہلکی سوزش کرتا ہے۔ تو مرض تخمہ پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر یہ زہر معدہ پر شدید اثرات کرے۔ اور معدہ

متورم ہو جائے۔ تو ایسی حالت میں ریقہ ہو جاتا ہے۔ یہ
مرض مہلک ہے۔
یہ جب لاحق ہوتا ہے۔ تو جسم کی صالح رطوبتیں اسہال اور
دستوں کی صورت میں خارج ہوتی رہتی ہیں۔ ایسی حالت میں مریض
ہلاک ہو جاتا ہے۔

عضلاتی زہر ۔ اس زہر کو قانون مفرد اعضاء کی زبان
میں بواسیری زہر کہتے ہیں۔ یہ زہر بھی
تسلسل سے بھنا گوشت۔ مرچ مصالحہ۔ ترش پھل۔ فروٹ یا دیگر
چیزیں گرم مصالحوں کے استعمال کی زیادتی سے۔ پیدا ہوتا ہے۔ یہ
غذائیں اگر تسلسل سے کھائی جائیں۔ تو عضلاتی تیز تحریک پیدا ہو کر
سودا کو وافر مقدار میں پیدا کرتی ہے۔ اگر اس کی اصلاح کر کے
تحریک کو غدی سکون توڑنے سے اصلاح پذیر نہ کیا جائے تو یہ
خلط اپنے اثرات اکالی میں تیز ہو جائے تو اپنی شدت سے۔ اعضاء
کے مختلف مقامات پر سوزش کر دیتی ہے۔ معدے پر جب ہلکی
سی سوزش کرے۔ تو معدہ میں ہوا بننی شروع ہو جاتی ہے کیونکہ
معدے میں غذا پر تخمیری عمل تیز ہو جاتا ہے۔ اور اس تخمیر سے
ہوا بن کر خارج ہوتی رہتی ہے۔ اگر معدے کا اپنی سوزش کی بنا
پر عمل رک جائے۔ اور صرف ترشی جو کہ معدے میں اکثر رس
کر تخمیری عمل پیدا کرے۔ اور سوزش کی وجہ سے۔ معدہ اگر متورم
ہو جائے۔ تو سودا کی ترش رطوبتیں معدہ پر زیادہ تراوش پاتی
ہیں۔ اس کے نتیجہ میں معدے میں تخمیری عمل تیز ہو جاتا ہے۔ معدے

کی مثال ایسی ہو جاتی ہے۔ کہ جیسے دودھ یا کسی اور چیز کا خمیر
دھلا ہوا باسی برتن۔ کہ جس کے زہریلے مادے سے کوئی چیز بھی اس
میں بھر دی جائے۔ تو یہ زہریلا مادہ اس پر اثر انداز ہو کر اس کو
اپنے کامل گندا کر دیتا ہے۔ اسی طرح سوداوی رطوبت کے تعفن
سے معدہ بھی اس باسی برتن جیسا ہو جاتا ہے۔ جب بھی اس میں کوئی
اچھی سے اچھی غذا پہنچائی جائے۔ تو معدے کا خمیری تعفن اس کو بگاڑ
کر پھلا دیتا ہے۔ اس بیماری یا علامت کو تخمیر معدہ کہتے ہیں۔ اس
کے اثرات سے جسم میں تناؤ اور بلڈ پریشر کی زیادتی سے۔ دماغ
کا چکرانا۔ اور دل کی دھڑکن تیز ہونے سے۔ تنفس اور تردیع کی
زیادتی ہو جاتی ہے۔ یہ مرض سوداوی سوزش کی وجہ سے عسیر
العلاج امراض میں شمار ہوتا ہے۔ سودا کی اصلاح اور معدے
کا تعفن دور کر دیا جائے تو یہ مرض جان چھوڑ دیتا ہے۔

غدی زہر ۔ جیسا کہ مندرجہ بالا دو تحریکوں کی زیادتی کا سبب
بتا دیا گیا ہے اسی طرح نمکین اور زیادہ چکنی
غذائیں۔ غدی تحریک سے صفرا کی زیادتی پیدا کر دیتی ہیں۔
اگر اعصابی تسکین کو توڑ کر صفرا کی تحریک کو تحلیل میں نہ بدل
دیا جائے۔ تو اس خلط کی تیزی بگڑ کر زہر بن جاتی ہے۔ اس زہر کو
قانون مفرد اعضاء کی زبان میں۔ غدی زہر کہتے ہیں۔ یہ اگر ہلکی
حالت میں ہو تو مختلف اعضاء میں صفراوی امراض پیدا ہو
جاتے ہیں۔ اور اگر یہ زہر اکالی درجے میں آ جائے۔ تو اس کی
تیزی سے مختلف اعضاء سوزش پا کر متورم ہو جاتے ہیں یہ زہر جب

معدہ پر سوزش اور ورم کر دے ۔ تو سب سے پہلے فم
معدہ پر خراشیں آتی ہیں یہ خراشیں اس اس مادہ کی تیزی سے بڑھتے
بڑھتے ۔ جب معدہ تک اندر آجاتی ہیں ۔ تو اس حالت کو عام زبان
میں ۔ زخم معدہ اور ڈیوڈینم میں السر کہتے ہیں ۔ یہ زخم اگر اصلاح
پذیر نہ ہوں ۔ اور مریض بھی بد پرہیزی سے ۔ ان زخموں میں اضافہ
کرتا رہے ۔ تو یہ زخم معدہ میں گہرے ہو کر اس میں سوراخ کر دیتے
ہیں ۔ جس کے نتیجے میں غذا ان سوراخوں سے رس کر معدہ اور اس
کے اطراف میں تعفن پیدا کر کے ۔ مریض کو ہلاک کر دیتی ہے ۔

عمل جراحی (سرجری) انگلینڈ یہاں پر کام نہیں آتا اکثر مریض معدے کا آپریشن
کرا کر معدے کے کینسر میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوتے رہے ہیں ۔ اس کی
وجہ یہ ہے کہ معدے کا زخم معدے کی حرکت جو حجاب حاجز (ڈایا فرام)
کی حرکت سے تحریک کی صورت میں ہوتی ہے کیونکہ عضلاتی ریشہ
سے جال بن کر مندمل نہیں ہو پاتے بلکہ چھلنی خراشیں تو مندمل ہو
جاتی ہیں ۔ ہم معدے کی بیرونی خراشوں کہ جس کو طبی زبان میں السر
کہتے ہیں ۔ کے علاج کے لیے نسخہ جات تحریر کر رہے ہیں ۔ یہ جتنے
بھی نسخہ جات تحریر کیے جا رہے ہیں ۔ یہ تجربے کی کسوٹی سے گذر
کر آئے ہیں ۔ لیکن پہلے السر کے اسباب علامات کی مزید وضاحت
ہو جائے ۔

وافر خلط کا روح کی پیدائش پر اثر ۔

اخلاط کے زہریلے ہونے کی وجوہات
پہلے لکھ دی ہیں ۔ مزید وضاحت کے لئے یوں سمجھیں ۔ کہ جب ہر

خلط کیمیاوی طور پر اپنے مزاجی نسبت پر قائم رہے ۔ تو اس
سے روح میں بھی اعتدال پر پیدا ہوتی ہیں ۔ اگر کوئی خلط غلط اکل کے
غیر مناسب استعمال سے ۔ زیادہ پیدا ہو جائے ۔ تو اس کی وافر مقدار
اپنی اگلی خلط سے ۔ مناسب انداز میں مل کر تصادم نہیں پیدا کر سکتی
لہٰذا بالترتیب اگلی خلط اس کے دباؤ سے ساکن ہو جاتی ہے ۔ اس لیے جیسا
کہ روح نفسانی کی فارمولائی ترتیب یہ ہے کہ تین حصے انگلی (بلغم) اور
ایک حصہ سالٹ (سلفر) صفرا کے ملاپ سے ۔ جو کیمیاوی تصادم پیدا
ہوتا ہے ۔ اس سے روح نفسانی وجود پاتی ہے ۔ اور اگر بلغم پیدائشی
عمل ۔ زیادہ ہو جائے تو انگلی کی مقدار بڑھ جاتی ہے ۔ جس سے نمک
یا سلفر کی مقدار تو اتنی رہتی ہے ۔ لیکن انگلی کی مقدار تین حصے کی
بجائے ۔ چار حصے ہو جاتی ہے ۔ اس تناسب کے ملاپ کا کیمیاوی
عمل تو ضرور پیدا ہوتا ہے ۔ لیکن کمزور ۔

یوں سمجھیں کہ روح نفسانی پیدا تو ہوتی ہے لیکن اس میں
برقی رو کی رو وتیج کی مقدار بہت کم ہوتی ہے ۔ اس لئے اس سے
اگلی خلط یا اس کا نظام پورا کام نہیں کرتا ۔ اس حالت کو جدید طبی اصطلاح
میں اس عضو کی تسکین کہتے ہیں ۔

یہی حال عضلاتی اور غدی نظام کا ہے ۔ کہ اگر سوڈیم ایسڈ
وافر مقدار میں پیدا ہوگا ۔ تو صفرا کی پیدائش میں تسکین وارد
ہو گی ۔ اور اس سے ایسڈ اور سلفر کا تناسب قائم نہیں رہے گا ۔ جس
کے تصادم سے روح حیوانی تو پیدا ہو گی ۔ لیکن اس کی برقی رو
رو وتیج کمزور رہوں گے ۔ جس سے غدی نظام کے افعال کمزور

پڑھ جائیں گے۔

اسی طرح غدی نظام کی تحریک سے صفراوی زیادتی اعصاب کے نظام تسکین وارد کر دے گی۔ غیر متناسب خلطوں کے ملاپ سے روح طبعی پیدا تو ہو گی۔ لیکن اس کا عمل کمزور ہو گا۔

فارمولائی طور پر روحوں کی پیدائش۔ فارمولائی طور پر روح نفسانی کا فارمولا یہ ہے۔ الکلی تین حصے۔ اور سلفر ایک حصہ۔ کے ملاپ کا کیمیاوی تصادم روح نفسانی پیدا کرتا ہے۔

ایسڈ ایک حصہ۔ اور الکلی تین حصے جب رہ جاتے ہیں۔ تو روح نفسانی کی مشینی تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔

اسی طرح ایسڈ تین حصے اور الکلی ایک حصہ روح حیوانی پیدا کرتا ہے۔ جب ایسڈ تین حصے اور الکلی کی بجائے سلفر ایک حصہ اس میں ملاپ کرتا ہے تو روح حیوانی کی مشینی تحریک شروع ہو جاتی ہے۔

اسی طرح سلفر تین حصے اور ایسڈ ایک حصہ کے ملاپ سے روح طبعی پیدا ہوتی ہے۔

جب ایسڈ کی بجائے ایک حصہ الکلی شامل ہو تو روح طبعی کی مشینی تحریک شروع ہو جاتی ہے۔

قوتوں کا عمل۔ ہر روح اپنی برقی رو سے ایک قوت پیدا کرتی ہے یہ قوت بھی اسی طرح کی مناسبت سے اسی روح کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ جیسے روح نفسانی کی برقی رو سے پیدا ہونے والی قوت قوت نفسانی جو دماغ اور اعصاب

کے نظام کے افعال کی انجام پذیرائی کراتی ہے۔

اسی طرح روح حیوانی کی برقی رو سے قوت حیوانی جو دل و عضلات کے افعال سرانجام دیتی ہے۔

ایسے ہی روح طبعی کی برقی رو سے قوت طبعی جو جگر اور غدد کے نظام کے افعال سرانجام دیتی ہے۔

اخلاط کی وافر مقدار جب اپنے اثرات میں تیز تر ہو جائے تو زہر بن جایا کرتی ہے۔

زہر کی تعریف۔ یہ ہے کہ اس کے اثرات کا جسم مقابلہ نہ کر سکے۔ قوت مدبرہ بدن اس زہر کی مدافعت نہ کر سکے۔ انتہائی شدید سرد اور خشک اثرات کی ادویہ جو اپنے اثرات سے۔ مریض کو ہلاک کر دیں۔ جیسے کافور وغیرہ زہر ہوتے ہیں۔

انتہائی گرم خشک زہر کہ جس کی مدافعت جسم نہ کر سکے۔ قوت مدبرہ بدن بھی اس کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ اور جسم اس کے گرم اثرات سے تلف ہو جائے جیسے سنکھیا وغیرہ۔

اسی طرح گرم تر اثرات سے۔ قوت مدبرہ بدن کمزور ہو کر ان اثرات کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اور یہ اثرات مریض کو تلف کر دیں جیسا کہ پارہ وغیرہ۔

زہر تریاق بھی ہوتے ہیں۔ یعنی یہ ہے کہ ہر زہر کو جب ناقابل تقسیم ذروں ایٹموں میں منتقل کر دیا جائے۔ اور ان ایٹموں کو انتہائی قلیل مقدار میں

استعمال کرایا جائے۔ تو اس حالت میں بھی نمبر تریاقی خاصیت رکھتے ہیں۔

اب ہم اپنے موضوع پر آتے ہیں۔

السر کے اسباب۔ السر (زخم معدہ) صفراوی زہر سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بے پناہ اسباب ہیں۔ آج کے دور میں تو ان اسبابوں کو کسی حالت میں تحریر ہی نہیں کیا جا سکتا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مرض موروثی ہے۔ اور کچھ لوگ اسے حساس لوگوں کا مرض کہتے ہیں۔ ایسے لوگ بے جا فکر مندی اور تردد سے اس مرض کے مریض بن جاتے ہیں اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ اکثر یہ مرض ان کو لاحق ہوتا ہے جو جسمانی طور پر دبلے پتلے اور نحیف ہوتے ہیں۔

اصولی طور پر ہماری بات ٹھیک ہے۔ کہ یہ مرض ابتداء سے سوداوی غذاؤں اور صفراوی غذاؤں کے استعمال کی کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ ان غذاؤں کے الکلی اثرات (چھیلنے والے اثرات) معدہ کے اندرونی سطح میں خراشیں اور زخم بنا دیتے ہیں۔ اس کی تفصیل پہلے ہی کر دی گئی ہے۔

مریض اکثر مرچ مصالحہ دار غذاؤں سے گھبراتا ہے۔ کیونکہ اس قسم کی غذائیں استعمال کرنے سے۔ مریض کے معدے میں جلن اور درد شروع ہو جاتا ہے۔ مریض اپنے سینے کو جکڑا ہوا محسوس کرتا ہے۔ یہ سوزش اگر باب معدہ اور آنتوں میں بھی اتر جائے۔ تو پھر یہ غذائیں آنتوں میں بھی تکلیف دیتی ہیں جب یہ زخم اور گہرے ہو

جائیں۔ تو پھر اندرون معدہ کی سطح پر خون رس کر آتا ہے۔ مرچ مصالحے دار چیز جب معدہ برداشت نہیں کر سکتا۔ تو اسے الٹ دیتا ہے۔ قے کی صورت میں غذا کے ساتھ تھوڑا بہت خون بھی آجاتا ہے۔ مریض کی آنکھوں کا رنگ زرد ہوتا ہے چہرے پر زردی پیشاب میں زردی۔ اور آنتوں میں ہلکا ہلکا مروڑ ہوتا ہے۔ مریض ہانڈی پکنے کی خوشبو سے بھی بیزار ہوتا ہے۔ مریض بار بار تھوڑا تھوڑا پانی پیتا رہتا ہے۔ اس سے اسے تھوڑی دیر کے لئے تسکین ہو جایا کرتی ہے۔ زبان کے کنارے سرخ اور اس کی درمیانی سطح پر زرد رنگ کا میل جما ہوتا ہے۔ دل میں گھبراہٹ اور تردد کے لئے سانس کی تیزی بھی اس کی خاص علامات ہیں۔ اس مرض کے شروع ہو جانے سے پہلے زبان کا ذائقہ تلخ اور بد ہضمی ہوتی ہے۔ چونکہ مرض ابتداء میں فم معدہ سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے کوڑی کے مقام پر اور اس کے بالمقابل پشت کی طرف ہلکی ہلکی درد کی لہریں محسوس ہوتی رہتی ہیں۔

کبھی کبھی السر میں قے کے ساتھ زیادہ خون بھی آجاتا ہے۔ اس کی وجہ معدہ کی کسی چھوٹی شریان کا پھٹنا ہوتا ہے جب یہ زخم یا خراشیں آنتوں میں اتر جائیں۔ اور آنتوں کے لعابی مادہ کو تحلیل کر کے۔ آؤں کی صورت میں خارج کر دیں۔ تو پھر آنتیں بھی خون دینا شروع کر دیتی ہیں۔ اس لئے ایسے مریض کو پاخانے کے ساتھ بھی خون آتا ہے۔

السر اور دق میں خون آنے کا فرق۔ کیونکہ اس مریض کو

اکثر کھانسی کے ساتھ خون آتا ہے۔ اور دق کے مریض کو بھی کھانسی کے
ساتھ خون آتا ہے۔ اس کی تفریق کو سمجھنا بڑی ضروری ہے۔
السر کے مریض کا خون جو قے کے ساتھ آتا ہے کبھی پتلا اور کبھی
گاڑھا ہوتا ہے۔ اکثر یہ خون جھاگ دار نہیں ہوتا۔ کیونکہ معدے کے
تیزابی یا صفراوی مادے غذا کے بعض اثرات کو ختم کر دیتے ہیں۔ السر
کے مریض کا خون غذا میں ملا ہوا آتا ہے۔ خون کے بعد چھیپڑا تھوڑی
دیر تنفس میں تیزی اختیار کرتا ہے۔ پھر اعتدال پر آجاتا ہے۔ بعض
وقت مریض کو غشی ہو جاتی ہے۔ خون تھوکنے اور قے کے ساتھ خون
آنے میں یہ فرق ہے۔ دق کے مریض کو جو قے کے ساتھ خون آتا ہے
اس خون کا رنگ بالکل سرخ ہوتا ہے۔ اس میں بلغم بھی ملا ہوا ہوتا ہے۔
اور اپنے کھارے پن کی وجہ سے۔ اس میں جھاگ محسوس ہوتی ہے۔
چھاتی بھاری ہوتی ہے۔ اور سب سے بڑی بات۔ کہ مریض کے چہرے
پر اور تنفس اور سانس کی بے قاعدگی سے کھانسی کے دورے
دق وسل کی مریض پر نمایاں دلالت کرتے ہیں۔

السر کے زخم اور معدہ کے کینسر میں فرق

اسی طرح معدے کے پھوڑے اور معدے کی السر کی علامات
میں بھی تھوڑا بہت فرق ہوتا ہے پہلی بات یہ کہ معدے میں پھوڑا
اکثر ادھیڑ عمر والوں کو۔ اور مردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ ہوتا
ہے۔ کینسر کے مریض کو اکثر خون نہیں آتا۔ اور اگر پھوڑا پھٹنے سے خون
آ بھی جائے۔ تو اس میں سیاہ سے اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ السر کے

تعفن سے ہی اس بات کا پتہ چلتا ہے۔ کہ معدے کا پھوڑا پھٹا
ہے جس سے یہ تعفن اٹھ رہا ہے۔ پھوڑے یا کینسر کے مریض اکثر کمزور
نہیں ہوتے اور اگر شدید مرض میں کمزور ہو بھی جائیں۔ تو السر
کے مریض کے مقابلہ میں قوی ہوتے ہیں۔ السر کا مریض زیادہ کمزور
ہوتا ہے کیونکہ اسے غذا سے نفرت ہوتی ہے۔ اس لئے جسم کو غذا کی
ترسیل کم ہو جاتی ہے۔ کینسر کے مریض کو اگر قے آجائے۔ تو درد میں
اضافہ ہو جاتا ہے۔ اکثر درد نہیں ہوتا۔ بلکہ غذا کے بوجھ کی وجہ سے۔
ہلکی ہلکی پھوڑے میں چبھن محسوس ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں السر کے
مریض کو اگر قے آ بھی جائے تو تکلیف ویسے کی ویسے ہی محسوس ہوتی رہتی
ہے۔ کینسر کے مریض کے پھوڑے کا احساس مریض کو کم محسوس ہوتا ہے لیکن
السر کے مریض کے زخم کا احساس مریض کو ہر وقت محسوس ہوتا رہتا ہے۔

کینسر

سرطان (کینسر) کا ذکر چلا ہے۔ تو تھوڑی بہت بات اس
پر بھی ہو جائے۔ سرطان بھی پرانا مرض ہے۔ یہ بھی اکثر اس ترقی
یافتہ دور سے پہلے بہت ہی کم لوگوں کو لاحق ہوا کرتا تھا۔ اور سا اکثر اس
کے مریض دھاتوں کو گلانے یا دھونے میں کام کرنے والے یا پھوڑے
پھنسی اور زخموں کے علاج سے۔ بے نیاز رہنے والے لوگ اس میں
مبتلا ہوتے تھے۔ دیگر یہ کہ تمباکو نوشی یا تمباکو خوری بھی اس مرض میں
مبتلا کیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ تمباکو ہر حالت میں۔ حلق زبان
مسوڑھے۔ ہونٹوں کی اندرونی سطح تالو۔ اور ناک کی اندرونی جھلیوں
میں اپنے اثرات سے خراشیں کرتا ہے۔ اور یہی خراشیں ہی اس کے
عادی کو لذت دیتی ہیں۔ حرارت مدبرہ یا ان خراشوں کو بار بار تحریک

کے اساسی اثرات سے مندمل کرتی رہتی ہے۔ کسی وقت بھی یہ قوت کمزور ہو کر خراشوں کی اصلاح نہیں کرپاتی۔ تو ایسی حالت میں یہ خراشیں اندرونی طور پر پھیل کر سرطان کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ غیر صنعتی آلودگی آج کے دور میں اس کی بڑی وجہ بن چکی ہے۔ دھماکہ خیز مواد کا دھواں، اور اس کے تابکاری اثرات بھی اس کی وجہ ہوتے ہیں۔ زراعت میں مصنوعی کھاد۔ اور جراثیم کش ادویہ۔ یا زہریں بھی آج کے دور میں سرطان کا بڑا سبب بن سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بے پناہ آلودگیاں ہیں۔ جو ان مہلک امراض کا سبب بن رہی ہیں۔

دوبارہ وضاحت۔ اور سب سے بڑی وجہ یا سبب یہ ہے کہ خون کسی خوراکی سبب سے یا فضائی سبب سے زہر آلود ہو جاتا ہے۔ تو طبیعت یا قوت مدبرہ بدن اس زہر کو خون سے علیحدہ کرتے ہوئے جلد کے کسی مقام پر دھکیل دیتی تھی۔ جلد اس زہر کو اپنے اندر جمع کر کے پھوڑے کی صورت دے دیتی تھی۔ اور یہ پھوڑا جلد کو پھاڑ کر زہریلے اجزاء کو جلد سے خارج کر دیتا تھا۔ یہ فطری عمل تھا جس سے خون زہر سے پاک ہو جایا کرتا تھا اور اگر کسی وجہ سے جلد کی سختی اس زہر کو نکالنے میں مانع ہوتی۔ تو پھر ہمارے اطباء سابقین پلٹس یا لیپ سے جلد کو نرم کر کے پھاڑ کر اس زہریلی پیپ کو خارج ہونے کی صلاحیت فراہم کرتے تھے۔

طب قدیم کی اینٹی بائیوٹک ادویہ۔ جلد میں زخم کی اصلاح کے

لئے دو یہ طریقہ اختیار کرتے تھے جیسے پرلال، کافور، وغیرہ۔ سیروند، سپندہ

وغیرہ طوطیا اور سیروترہ وغیرہ قسم کے اینٹی بائیوٹک ادویہ سے مرہم بنا کر ان کے پھاہے سے ان زخموں کو ڈھانپ دیا کرتے تھے۔ کہ یہ زخم بیرونی اثرات سے محفوظ ہو کر قوت مدبرہ بدن میں زخم مندمل کرنے کی یا نشو و نما کے جال بننے کی صلاحیت پیدا ہو۔ قوت مدبرہ بدن بیرونی اثرات سے محفوظ ہو کر نشو و نما کے جال سے ان زخموں کے گڑھوں کو بھر دیتی تھی۔

یہ احسن طریقہ تھا۔ کہ جس سے وہ حضرات نہ صرف مریض کو شفایاب کرتے بلکہ آئندہ کے لیے بھی خون سے زہر نکال کر اس مرض کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیتے تھے۔ آج کے دور میں جدید سائنٹفک طریقہ سے جو علاج ایلوپیتھی حضرات کر رہے ہیں۔ یہ طریقہ علاج بھی کینسر پیدا کرنے میں بڑا معاون ہے۔ خون جب زہریلا ہو جاتا ہے تو اصولی طور پر اس زہر کو جسم سے خارج کرنا ہی اس کا فطری علاج ہے۔

آج کل یہ ہو رہا ہے۔ کہ جب خون کا زہر قوت مدبرہ بدن خارج کرنے کے لیے۔ جلد پر اس زہر کو پھوڑے کی صورت میں نمودار کرتی ہے۔ تو سب سے پہلے یہ تدارک کیا جاتا ہے۔ کہ درد کی تکلیف کو سکون دینے کے لیے۔ اعصابوں کو بے حس کرنے والی ادویہ استعمال کراتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اینٹی بائیوٹک ادویات بھی استعمال کرانا شروع کر دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ وہ مادہ جو پیپ کی صورت میں زخم سے نکل کر خون کو پاک صاف کر دیتا۔ یہ مادہ اس طریقے سے رک جاتا ہے اور یہ رکا ہوا مادہ دوبارہ خون میں شامل ہو کر خون کو مزید زہریلا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اور یہ زہر بڑھتے بڑھتے اس حد تک

پہنچ جاتی ہے۔ کہ عضلاتی نظام کی پرورش کے لئے جو نلیاں باریک
شریانوں سے رس کو عضلاتی نظام کی خوراک بنتے ہیں۔ وہ اس مادہ سے
مردہ ہو کر عضلاتی نظام میں پرورش کی صورت میں جذب ہو کر شاخ
در شاخ پھیل جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ ہے جو چل پڑتا ہے۔ اور یہ شاخیں عضلاتی
نظام میں پھیلتے پھیلتے اس نظام کو پورے طور پر گرفت میں لے لیتی ہیں۔
جب یہ شاخیں مکمل طور پر پھیل جاتی ہیں۔ تو پھر یہ ایک مرض بن جاتی ہیں۔
یہ مرض پھوڑے کی صورت میں جسم پر ابھر آتا ہے۔ اور آخر کار پھٹ کر
مریض کو ہلاک کر دیتا ہے۔

اگر اس طریقے سے ان زہروں کو دور کیا جاتا۔ جو پھوڑے کی صورت
میں خارج ہو جاتی ہیں۔ تو عضلاتی نظام کے خلیے اور ریشے اس طرح زہریلے
ہو کر عضلات کو اور اس کے نظام کو یوں مفلوج نہ کرتے۔ اسی طرح معدہ
کے امراض سے اسہال تک پہنچنے کی وجوہات بھی کچھ اسی قسم کی ہیں۔ غذا
اگر صحت مند ہو۔ تو صحت مند خون بنتا ہے۔ غذا میں بھی کیمیکل پائے
جاتے ہیں۔ یہ فطری کیمیکل ہیں۔ جو اپنے اثرات سے جسم سے مناسبت
رکھتے ہیں۔ اور جسم میں جذب ہو کر اس کی بہتری کرتے ہیں۔ اسی
طرح نباتات میں بھی ہر جڑی بوٹی۔ اور پودے بیج وغیرہ بھی فطری کیمیکل
رکھتے ہیں۔ یہ کیمیکل اگر پانی میں تحلیل کر کے استعمال کرائے جائیں تو یہ جسم
میں شفائی اثرات چھوڑ کر جزو بدن بن جاتے ہیں۔ پانی بہت بڑا
محلل ہے۔ کائنات کی ہر تحلیل میں اسی کا عمل دخل ہے۔ اور اسی طرح ادویات
کو چاہے پانی میں ملا کر دھوپ میں رکھیں۔ آگ پر رکھیں۔ یا ویسے
ہی بھگو دیں۔ اور ادویات پانی میں تحلیل ہو جاتی ہیں۔ پانی جس قدر

بھی استعمال کیا جائے۔ یہ غذا کے طور پر جسم میں جذب ہو
جاتا ہے۔

پریزرویشن کی مجبوری۔ الکحل میں اول تو یہ ادویہ مکمل طور پر
اجزا کی تحلیل ہی نہیں ہوتی
اور اگر دوائی کا کوئی مؤثر حصہ جس کے لئے الکحل محلل ہو۔ سے تحلیل ہو
بھی جائے۔ تو الکحل کی مقدار اتنی نہیں دی جا سکتی کہ وہ مؤثر حصہ اس
کی مدد سے جسم میں افعال سر انجام دے۔ غذا سے جسم قائم ہے۔

غذا اور صنعتی کیمیکل میں فرق۔ گھی غذا ہے اور گریس
یا ویزلین جیسی "پیٹرو"
چکنے کیمیکل۔ اسی طرح نباتاتی تیل غذا ہے۔ اور مصنوعی کیمیکل۔ اسی طرح
سینتھیٹک کیمیکل۔ اگر جسم میں تھوڑی بہت افادیت رکھتے ہیں۔ تو
اس کے مقابلے میں جسم میں ری ایکشن سے سائیڈ ایفیکٹ بھی رکھتے ہیں۔

کمرشل کیلئے پیکنگ کی مجبوری۔ اس کے علاوہ ہر دوائی
ٹکیہ بنانے کے لئے۔
اسے گم میں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو اس ٹکیہ کے اجزاء کو باندھے
رکھے۔ اس میں کے لئے بھی پتہ نہیں اس میں کیا الا بلا ہوتی ہے۔ کہ ان
کیمیکل سے گوند کا کام لیتے ہیں۔ اسی طرح ہر مؤثر دوائی کی تھوڑی مقدار
کو کمرشل بنیادوں پر بنانے کے لئے۔ اس میں بھی اضافی چیزیں ملاتے
ہیں۔ جو اس دوائی کا وزن اور حجم بڑھا دیتی ہے۔ ہر ٹکیہ کھانے کے
بعد پورے طور پر جسم میں تحلیل ہو کر جزو بدن نہیں بنتے۔ دوائی
کے جو حصے جزو بدن نہ بن سکیں۔ وہ معدے کی سطح اور دیگر اعضاء کی

میں تہہ نشیں ہو کر اپنے اثرات سے فساد پھیلا دیتے ہیں۔ ہر
دوا اور غذا کا واسطہ سب سے پہلے معدے سے پڑتا ہے۔ اس لئے
معدے میں یہ اجزا زیادہ تہہ نشیں ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے یہ اجزا
معدے میں تراوش پانی والی ہاضم رطوبات کو روکتے ہیں۔ اور اس
کے بعد اپنے اثرات سے اس کی سطح کو خراش دار کر دیتے ہیں۔ لہٰذا یہ
خراشیں السر کی صورت اختیار کر جاتی ہیں۔

غذا کی تعریف۔ یہ ہے کہ غذا تحلیل ہو کر خون بن جائے۔ اور
خون خلیوں کی صورت میں بدل کر نشوونما
کی صورت میں اعضاء بن جاتے ہیں۔

دوا کی تعریف۔ یہ ہے کہ یہ غذا کی طرح تحلیل ہو کر خون میں
شامل ہونے کے بعد اپنے اثرات بیمار اعضاء کی
پر چھوڑ کر ان کی اصلاح کر دے۔ اور جلد جزو بدن بن جائے طبیب
علاج کرتے ہیں۔ قوت مدبرہ بدن (یعنی) کو تقویت دے۔ اور قوت
مدبرہ بدن اور اصل فوری مادوں کی کمی کو پورا کرے۔ جسم کی اصلاح
کر دے۔

بزرگوں کا فرمان۔ یہ ہے کہ بہترین معالج وہ ہے۔ جو
طبیعت کی اتباع کرتے ہوئے۔
آہستہ آہستہ مرض کی اصلاح کرے۔ ہر خلط جب متعفن ہوتی ہے تو
اس کے تعفن کو ختم کرنے کے لئے طبیعت حرارت غریبہ (بخار)
پیدا کرے۔ اس بخار سے اینٹی بائیوٹک کا کام لیتی ہے۔ اگر کوئی طبیب
ایسی حالت میں بخار کو توڑنے کی کوشش کرے۔ تو اس عمل سے بے

پناہ نقصان ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔ فوری بخار توڑنے کے
لئے۔ سردی اور تری کی ضرورت ہوتی ہے۔ سردی اور تری بے جا
استعمال سے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ بخار ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن قوت مدبرہ
بدن جب تعفن کو ختم کرنے کے لئے۔ اپنی حرارت شدید سے۔ اس خلط
کے اجسام کو ہلاک کر رہی ہوتی ہے۔ قوت مدبرہ بدن کا یہ عمل رک
کر اس خلط کے تعفن میں بڑھوتری کرتے ہوئے۔ اس خلط کے غیر العلاج
امراض پیدا کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ لوہے کو گرم کر کے۔ ایک
دم ٹھنڈا کرنے سے لوہا انتہائی سخت ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کا عمل
بخار کو ایک دم دبانے سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ یعنی بخار سے جسم
انتہائی گرم ہوتا ہے۔ اگر اسے بخار توڑنے کے لئے ایک دم ٹھنڈا
کیا جائے۔ تو پھر اس سے عضلات بھی سکڑ جاتے ہیں۔ رباط بھی
سکڑ جاتے ہیں۔ اور اوتار بھی۔ لہٰذا ایسی حالت میں اکثر دیکھا گیا
ہے۔ کہ بچوں میں پولیو اور بڑوں میں جسم کا سکڑ جانا اور بے حس ہو
جانا۔ ایسی ہی حالت سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔

جسم انسان کی کیمیاوی ریزیں اور دیگر برقی موجوں کے تصادم کے اثرات۔

روحوں کے سلسلے میں جیسا کہ تحریر کیا گیا ہے۔ کہ یہ کیمیاوی اثرات
کے تصادم سے پیدا ہو کر جسم کو قوت فراہم کرتی ہے۔ جس سے جسم
کے افعال سرانجام ہوتے ہیں یہ برقی رو جسم اپنی برداشت کے مطابق
پیدا کرتا ہے۔ اور اس کی ریزیں جسم کو کوئی نقصان نہیں دیتیں لیکن

اس جسم میں اگر ایسی ریز۔ یا ڈی سی ریز یا ایکسریز یا دیگر ریزیں وغیرہ ہیں۔ کوئی طاقت ور ریز لگا دی جائے تو ان کے تصادم سے جسمانی کیمیاوی ریزیں متاثر ہو کر اپنے کام میں کمزور پڑ جاتی ہیں۔ آج نہیں تو کل یہ ضرور ہوگا کہ جیسے آج ایلوپیتھی یا ٹوٹکہ ادویات کی مخالفت ہو رہی ہے۔ اسی طرح الیکٹرانک آلات سے۔ علاج و تشخیص کی بھی مخالفت ہوگی۔

طب یونانی اور اسی قبیل کے دیگر طریقہ علاج میں آج تک اپنے اپنے اساتذہ کی تحقیقوں اور فلسفوں کی مخالفت تو کی ہے۔ اور نسخہ جات کی ترتیب پر بھی اختلاف ہوا ہے۔ اخلاطوں پر بھی اختلاف رہا ہے۔ اور اعضاؤں کے افعال پر بھی انسانی باتیں ہوئیں۔ لیکن یہ کبھی نہیں ہوا کہ کسی گروپ کے طبیب نے یہ کہا ہو، کہ جڑی بوٹیاں بلغم پیدا نہیں کرتیں سودا پیدا نہیں کرتیں۔ یا صفراء کو وجود نہیں دیتیں۔

اور اسی طرح یہ بھی اختلاف نہیں ہوا۔ اور اسی طرح یہ بھی اختلاف نہیں ہوا کہ اخلاط خلیوں سے قطرو اور قطروں سے اعضاء نہیں بنتے۔ اسی طرح علاج کی صورت میں بھی اختلاف تو ضرور ہے۔ لیکن ہر طریقہ علاج میں مزاجی نسبت سے علاج کیا جاتا ہے۔

قانونِ مفرد اعضاء کا طریقہ کار بلکل قدرت کے نظام کی اتباع کرتے ہوئے۔ وضع کیا گیا ہے۔

جیسے قدرت کے اصول ایک ٹائمنگ اور ترتیب سے گرمی خشکی کے بعد گرمی تری، اور اسی گرمی کی تحلیل، اور سردی کی پیدائش اس کے بعد سردی خشکی۔ اور خشکی سے سردی کی تحلیل۔ اور گرمی

کی پیدائش یہ قدرت کے نپے تلے اصول ہیں۔ جو دو اور دو چار کی طرح ابتدائے آفرینش سے آج تک چل رہے ہیں۔

قانون مفرد اعضاء بھی انہیں اصولوں پر تشخیص و تجویز کا حامل ہے۔ یہی ایک طریقہ ہے۔ کہ اگر اس پر انتہائی غور سے عمل کیا جائے۔ تو قدرت ان عوامل کو رائیگاں نہیں کرتی۔ اور شفاء یقینی ہوتی ہے۔

السر کا علاج بھی ہم اسی قانون کی مطابقت سے۔ تحریر کر رہے ہیں انشاء اللہ کبھی خطا نہیں ہوگا۔

السر کے مریض کو سب سے پہلے غذاؤں کی تبدیلی سے روشناس کراتے ہوئے۔ مجبور کیا جائے۔ کہ وہ یہ غذائیں مسلسل استعمال کرے۔ کیونکہ یہ بیماری اکثر غذاؤں کے زہر سے پیدا ہوتی ہے۔ لہذا ان غذاؤں کی ضد سے ہی اس کا تدارک کیا جاسکتا ہے۔

اس کے لئے بجائے مرچ مصالحہ دار غذاؤں کے اگر صرف سبزیوں کی یخنی دسوپ (جس میں ہلکا نمک اور ہلکی کالی مرچ استعمال کی گئی ہو) پلایا جائے۔ تو اس سے ایک طرف تو غذائی توانائی حاصل ہوتی رہتی ہے۔ دوسرا معدہ اناج کے بوجھ سے فارغ رہ کر اپنی رکی ہوئی رطوبتوں کو خارج کر دیتا ہے۔ یخنی کے لئے ہر وہ سبزی استعمال کیجائے۔ جو اعصابی غدی سے اعصابی عضلاتی تک۔ اثرات رکھتی ہو۔ مثلاً ٹینڈا۔ کدو۔ توری۔ بھنڈی۔ شلغم۔ مولی۔ گاجر۔ ٹماٹر۔ وغیرہ۔ موسم کے لحاظ سے جو بھی میسر آئے۔ ان سبزیوں کو حاصل کرکے۔ ان کو بغیر چھیلے خوب دھو کر ٹکڑے کر لیں۔ اور اس میں سبزی کی مناسبت سے۔ یعنی اس کے وزن کے مطابق۔ پانی ڈالیں۔ آدھا پیاز ڈالیں اور تھوڑا سا

نمک شامل کر کے۔ خوب ہلائیں۔ جب سبزیاں گل کر نیچے بیٹھ
جائیں تو برتن کو آگ سے اتار کر تھوڑی دیر رکھ دیں۔ اور اس کے
اوپر کا تھوڑا تھوڑا پانی گرم کر کے تھوڑی سی کالی مرچ چھڑک کر دن میں
کئی بار پلائیں۔ یہ رقیق غذا ہے جو معدہ بغیر کسی مشقت کے جسم میں جذب
کرتا رہتا ہے۔ اس کے مریضوں کا معدہ اکثر ترش یا نمکین صفراوی رطوبات
سے آلودہ رہتا ہے۔ نیز اس میں تھوڑا بہت خون بھی شامل رہتا ہے۔
ان زہریلے مادوں اور خون سے معدے کو صاف کرنے کے لئے علاج
سے پہلے یہ عمل ہر روز دوائی کھانے سے پہلے کرنا چاہئے۔ کیونکہ معدے
کو دھو کر جب بھی آپ دوائی دیگے تو یہ دوائی فوری اثر کرے گی۔

نسخہ نمبر ۱ ۔ جو معدے کے زہریلے مادوں کو خارج کر دیتا ہے۔
تخم خیارین۔ تخم خرفہ۔ صندل سفید۔ تخم کاسنی۔ مغز کدو
۴م ۴م ۴م ۴م ۴م
الائچی خورد۔ ۴ عدد۔ ان سب دواؤں کو خشک کونڈے ڈنڈے میں ڈال کر
پہلے خشک حالت میں باریک کریں۔ جب دوائیں تھوڑی سی باریک
ہو جائیں۔ تو پھر ان میں تھوڑا تھوڑا پانی ڈالتے ہوئے سردائی کی طرح
خوب گھوٹیں۔ جب یہ دوا انتہائی باریک ہو جائے۔ تو اس میں اگر
سردی ہو تو گرم۔ اور اگر گرمی ہو تو ٹھنڈا ایک سیر پانی ڈال دیں۔ اور
چھان کر مریض کو پیٹ بھر کر پلا دیں۔ اس کے بعد مریض کے حلق میں انگلی
ڈال کر قے کرائیں۔ اگر مریض آسودگی سے قے کرے۔ تو بہتر ورنہ جبراً
قے کرائی جائے۔ ان دواؤں کے اثرات سے زہریلے مادے اگر قے
سے خارج ہو جائیں۔ تو بہتر۔ ورنہ یہ دوائیں اپنے اثرات سے

معدے سے رطوبتیں لیکر پاخانے کے ذریعے بھی خارج کر دیتی
ہیں۔
قے کرنے پر زیادہ زور نہ دیا جائے۔ معدہ زخمی ہو تا ہے۔ اس
سے خطرناک صورت بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ عمل روزانہ دوا سے پہلے
لازمی کرنا چاہیے۔

نسخہ نمبر ۲ ۔ آرد ملٹھی۔ پھلا سہاگہ۔ گوند کتیرا۔ گوند کیکر۔ آرد جو دیسی
۵ تولہ۔ ۵ تولہ۔ ۲ تولہ۔ ۲ تولہ۔ ۳ تولہ
چینی ۵ تولہ۔ سفوف بنا دیں۔

قدر خوراک ۔ ۱م صبح اٹھنے کے بعد۔ ۱م دوپہر اور ۱م عصر
ہمراہ پانی۔ سردائی پلا کر قے کا عمل صرف ایک
بار صبح کیا جائے۔

نسخہ نمبر ۳ ۔ زہر مہرہ۔ کشنیز خشک۔ صندل سفید۔ گل نیلوفر
۲ تولہ۔ ۲ تولہ۔ ۲ تولہ۔ ۲ تولہ
صاف شدہ۔ الائچی خورد۔ چینی۔
۲ تولہ۔ ۵ تولہ
زہر مہرہ کو پانی کی مدد سے تین چار گھنٹے کھرل کر کے۔ باہم ملا کر
سفوف بنا دیں۔

قدر خوراک ۔ ۱م صبح ۱م دس بجے ۱م سہ پہر اور ۱م رات
ہمراہ شربت بزوری معتدل سے استعمال کریں۔

نسخہ نمبر ۴ ۔ رال سفید۔ صمغ عربی۔ کتیرا سفید۔ سہاگہ بریاں۔ کشتہ صدف
۲ تولہ۔ ۲ تولہ۔ ۲ تولہ۔ ۲ تولہ۔ ۱ تولہ
مردار اور ہلدی خالص۔ ۱ تولہ۔ سفوف بنا دیں۔

قدرِ خوراک۔ ۱۔ ۱م دن میں چار مرتبہ ہمراہ پانی استعمال کرائیں

نسخہ نمبر ۵۔ ترکیب تیاری۔ شیر مدار میں تھوڑا سا
نوشادر ملا کر دھوپ میں رکھ دیا جائے۔ تو دودھ پھٹ جاتا ہے۔
اس پھٹے ہوئے دودھ کو چھان کر اس کا پانی علیحدہ کر دیں۔ اس پانی
کو ضائع نہ کریں۔ یہ کسی اور مقام پر کام آئیگا۔ اور کپڑے میں بچا ہوا
دودھ کا گاڑھا مادہ۔ کسی شیشے کی پلیٹ میں پھیلا کر۔ دھوپ میں
خشک کریں۔ یہ خشک شدہ مادہ ایک تولہ۔ چینی ۵ تولہ۔ اور ہلدی
۵ تولے۔ ملا کر چھ گھنٹے کھرل کریں۔ یہ سنہرے رنگ کا سفوف تیار ہو جائیگا
یہ سفوف ایک تولہ لیکر۔ مزید ۵ تولے چینی اور پانچ تولے ہلدی
ملا کر پہلے کی طرح خوب کھرل کریں۔ یہ پھیکے سنہری رنگ کا سفوف بن
جائیگا۔ اس کو شیشی میں محفوظ کر لیں۔ اور اس شیشی پر اعصابی غدی
اکسیر نمبر ۲ لکھ دیں۔

پہلا نمبر ۱ سفوف ایک طرف تو ٹی بی میں کام آئیگا۔ اور دوسرے
نمبر ۲ اکسیر کے بنانے میں مسلسل کام آتا رہیگا۔ اس لئے اس کی شیشی پر
نمبر ۱ لکھ دیں۔ یعنی اعصابی غدی اکسیر نمبر ۱۔ یہ السر میں استعمال نہ کرائیں۔

قدرِ خوراک۔ اعصابی غدی اکسیر نمبر ۲ کے ۲-۲ رتی کیپسول
بھر کر دن میں چار بار ایک ایک کیپسول۔
صبح۔ دوپہر۔ عصر اور رات کو چاول کی ہلکی سی پیچ نکال کر مشھار کے
اس سے استعمال کرائیں۔ السر کے لئے بے حد فائدہ مند ہے۔

بواسیر کے لئے۔ غدی اعصابی شدید ۱-۱ ام کی دو خوراک

میں ہرتال ورقیہ جس کا نسخہ نیچے دیا جا رہا ہے۔ ۲-۲ رتی
شامل کر کے۔ صبح و دوپہر کو استعمال کرائیں۔ اعصابی غدی شدید
و ملین۔ جتنا وہ بریاں برابر وزن کے سفوف کی ۱-۱ ام کی دو خوراک
میں ۲-۲ رتی اکسیر نمبر ۱ شیر مدار والا شامل کر کے عصر اور رات
کو استعمال کیا جائے۔ تو اس طریقہ سے۔ یعنی پہلے غدی اعصابی تحریک
اور بعد میں اعصابی غدی تحریک پیدا کرتے ہوئے۔ علاج کیا جائے۔
تو یہ طریقہ خونی بواسیر کے لئے بے حد فائدہ مند ہے۔ میرا بارہا کا تجربہ ہے

نسخہ نمبر ۶۔ ہرتال ورقیہ۔ آک کے دودھ کا نچڑا ہوا پانی جو پہلے
۱ تولہ ۳ تولہ
نسخہ کی ترکیب میں تحریر ہو چکا ہے۔

ترکیب تیاری۔ ہرتال ورقیہ کو پہلے خشک حالت میں باریک
کریں۔ بعد میں تھوڑا تھوڑا شیر مدار کا پانی
شامل کرتے ہوئے کھرل کرتے رہیں۔ جب پانی خشک ہو جائے تو اس
دوائی کی موٹی سی ایک ٹکیہ بنا کر خوب خشک کریں ۲ سیر نمک خوردنی
جو کہ باریک چھلنی سے چھان لیا گیا ہو۔ کے درمیان رکھ کر اوپر
سے خوب دبا کر اس کڑاہی کو جس میں ہرتال رکھی گئی ہو آگ پر رکھ
دیں۔ آگ بالکل ہلکی ہو۔ اگر سوئی گیس پر اس کو بنایا جائے۔ تو نقصان
کا احتمال نہیں رہتا۔

تقریباً ۳ گھنٹے ہلکی آگ دینے کے بعد آگ بجھا کر کڑاہی کو اسی
حالت میں رہنے دیں۔ جب تک بالکل ٹھنڈا ہو جائے۔ تو اس میں سے
ہرتال ورقیہ کو جو کہ شگفتہ کے قریب ہو جائے گی۔ نکال لیں۔ اور اسے

مزید ۲ گھنٹے کھرل کریں۔ اور شیشی میں محفوظ کریں۔ اکسیر کے مریض کو اعصابی غدی حلوہ جو کہ فارماکوپیا میں تحریر ہے۔ کی ایک تولہ کی خوراک میں ہڑتال ورقیہ شگفت کی ۲۔۲ رتی کی خوراک دن میں ۳ بار استعمال کرائی جائے۔ تو یہ بھی اکسیر کی بہترین دوائی ہے۔

نیز یہی ہڑتال جو اکسیر کی تحریر کردہ ترکیب میں غدی اعصابی شدید کے ساتھ شامل کر کے عصر اور مغرب کو استعمال کرائی جائے۔

دیگر یہ کہ غدی عضلاتی تحریک کی اصلاح میں غدی اعصابی شدید وغیرہ میں شامل کر کے دینے سے غدی عضلاتی تحریک فوری طور پر تحلیل ہو جاتی ہے۔

نسخہ نمبر ۷: بیدانہ ۱ تولہ۔ چھلا اسپغول ۱ تولہ۔ موصلی سفید ۱ تولہ، ثعلب مصری ۱ تولہ، ستاور ۵ تولہ سفوف بنالیں۔ اس سفوف کی ۲-۲ م کی خوراک میں ۲-۲ دونوں اکسیروں میں سے کوئی اکسیر شامل کرنے سے دن میں چار بار اگر استعمال کرائی جائے۔ تو یہ دوائی نہ صرف اکسیر کے مریض کو بے حد فائدہ دیتی ہے۔ بلکہ سرعت انزال کے مریض کا کامیاب علاج ہے۔ یہ دوا بھی پانی یا دودھ سے استعمال کرائی جائے۔

علاج بالغذا نمبر ۱: سبزیوں کی یخنی جو کہ ابتداء میں تحریر کر دی ہے یہ یخنی حسب ترتیب استعمال کرانے سے بے حد فائدہ ہوتا ہے۔

نسخہ نمبر ۲: شلغم چھوٹا ایک عدد۔ گاجر ایک۔ مولی ایک عدد، اور اگر چقندر مل جائے ایک عدد ملا کر جوسر کی مدد سے ان سب سبزیوں کا جوس نکال کر اس میں شربت صندل ملا کر دن میں ۲-۳ بار پلائے۔ اکسیر کو بے حد فائدہ ہوتا ہے۔ اگر موسم کے لحاظ سے شلغم گاجر وغیرہ نہ ملیں۔ تو کدو۔ ٹینڈے۔ اور حلوہ کدو۔ کا جوس نکال کر بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

نسخہ نمبر ۳: مریض کو ابتداء میں جبکہ مرض شدید ہو تو بیں ساگودانہ چاول دودھ اور دلیہ وغیرہ حسب خواہش میٹھا ملا کر استعمال کرائیں جب معدے کے زخموں میں افاقہ ہونا شروع ہو جائے۔ تو پھر سبزیوں کی یخنی زرا نمک اور کالی مرچ ملا کر استعمال کرائیں۔ جب معدہ شفایاب ہو جائے۔ تو پھر گوشت کی یخنی میں روٹی چور کر جلو کر چمچ سے کھائیں۔

احتیاط: یہ کہ معدے کو مرمت شدہ مشین کی طرح استعمال کریں۔ یعنی یہ کہ مرمت شدہ معدہ ہے۔ اس پر زیادہ وزن نہ ڈالیں۔ اس سے بچوں کے معدے جیسا کام نہ لیں۔

بچپن اور بڑھاپے میں اعضاؤں کا فرق

بچوں کی نشوونما کے دور میں اس کو غذا کی بے حد ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے بچہ بار بار غذا کھاتا ہے۔ اور ہضم کرتا ہے۔ اس لئے اس کو بار بار پاخانہ اور پیشاب آتا ہے۔

نیز نیند بھی بے حد کرتا ہے۔ اور بھاگ دوڑ بھی بے پناہ کرتا ہے۔ بڑی عمر کے آدمی نہ تو معدے کے لوتھڑے۔ اتنی بڑی مشقت برداشت کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی اتنی غذا کھا سکتے ہیں۔ کہ انہیں بار بار پاخانہ آئے اور نہ ہی اتنی طغیانی آتی ہے۔ کہ غذا جزو بدن بن سکے۔ یہ فرق ہے جو بڑھوتری اور کہولت کی عمر میں ہوتا ہے۔

وتمت بالخیر

زیر تصنیف کتابیں

۱۔ سر العلاج امراض اور علاج۔

۲۔ عطائے صابر۔

۳۔ غذا میں شفا۔

۴۔ مجربات طب

۵۔ حقیقت کشتہ سازی۔

۶۔ تبخیر معدہ اور اس کا علاج۔

۷۔ غذاؤں سے علاج

مکتبہ عباسیہ اندرون حرم گیٹ

محلہ کچی عباسی منزل ۸۵۷ ملتان شہر

حکیم حاجی علی ضیاء صابری

- فاضل طب والجراحت
- رجسٹرڈ نیشنل کونسل فار طب حکومت پاکستان
- فاضل قانون نظریہ مفرد اعضاء
- سابقہ فزیشن قرشی ہیلتھ سروس لاہور

0301-6914588

الحمد دواخانہ

386۔ فاطمہ جناح روڈ ٹلیانوالہ محلہ ساہیوال